

ادبِ شاہ

غزل

از جناب مولانا سیاب صاحب کبر آبادی

محبت ہی فنا کے بعد بھی بروئے کار آئی نہ مجھ کو دینِ راس آیا، نہ دنیا سازگار آئی
 کسی کی روح کیا پھر وجد میں منصورہ آئی؟ مرے گوشِ تصور میں صدائے گیر و دار آئی
 مرے ناکام ہوتے ہی وقار بروئے کار آئی حرمِ حسن سے آخر صدائے اعتبار آئی
 پلٹ کر جلوہ گہ سے جب نگاہ کا مگار آئی صدائے بدامن، صد تماشاد رکنا ر آئی
 شگفتِ دل ہی تک ہنگامہ رنگین گلشن تھا نہ پھر کوئی گلی خشکی نہ پھر بانگِ ہزار آئی
 پریشاں ہو گیا محشر پریشاں دیکھ کر مجھ کو یہاں بھی کام میری خاطر آشفہ کار آئی
 مجھے بعدِ فنا یوں پھینکائی گور میں جا کر یہ دنیا جیسے اک بار گراں سر سے اتار آئی
 خوشی میں استواری ہے نہ غم میں پائیداری مرے حصہ میں تیری ہر نوازش مستعار آئی
 حقیقت کچھ ہو لیکن روح کی فطرت ہی سہانی جو نکلی مضطرب نکلی جو آئی بقیہ ر آئی
 وداعِ گردشِ ایام تھا ترکِ چمن میرا نہ پھر شامِ خزاں آئی، نہ پھر صبحِ بہار آئی
 نہ ہوا فشانے غم شمعیں بھجا دو چاند تارو کی بساطِ کائنات اٹھو کہ مجھ کو پاؤ پار آئی
 شہیدانِ چمن کی خاک تھی اصلِ گلِ ولالہ خزاں کے خون میں لتھڑی ہوئی صبحِ بہار آئی
 اندھیرا ہو گیا، دل بچھ گیا، سونی ہوئی دنیا بڑی ویرانیوں کے ساتھ شامِ انتظار آئی
 جنوں نے خیر مقدم کر کے رکھ لی شرمِ روانی ابھی جنت سے نکلے تھے کہ تیری رنگزار آئی